ہیں، وہ اسی عقیدت ومحبت کی وجہ سے اپنے جذبات پر اپنے محبوب ﷺ کی پسند کو ترجیح دیتے تھے۔

یہ کتنا عجیب ہے کہ جس چیز کو رسول کریم ﷺ ناپسند کرتے ہوں اور آپ ﷺ کے جان نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کمال محبت کے باوجود اور آپ ﷺ کو بنفس نفیس دیکھتے ہوئے یہ عمل نہ کرتے ہوں، خانہ ساز بدعت کی مجلسوں میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کا باطل عقیدہ رکھا جاتا ہے اور اسی بنیاد پر قیام تعظیمی کو ''فرض'' قرار دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس بدعت سے اجتناب کرنے والوں پر کفر کے فتوے صادر کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا...... یہ روش نری جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟!

اہل بدعت لکھتے ہیں: ''حضور ﷺ ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں، تعظیم کے لئے کھڑا ہونا فرض ہے، قیام نہ کرنے والا کافر ہے۔'' (غاية المرام مجموعة فتاویٰ ص: ٥٥، ٥٦، ٦٧، ٧١)

ایصال ثواب کے لئے ربیع الاول کی تعیین بھی بدعت ہے۔

شاہ عبد العزیزؒ سے سوال کیا گیا: ''پختن طعام درایام ربیع الاول برائے خدا ورسانیدن ثواب آں بروح پرفتوح حضرت سرور کائنات ﷺ یا حضرت امام حسین علیہ السلام درایام محرم ودیگر آل اطہار سید مختار صحیح است یانہ؟''

جواب: ''برائے ایں کار وقت وروز تعیین نمودن وماہے مقرر کردن بدعت است، آرے اگر وقتے بعمل آرند کہ دراں ثواب زیادہ شود مثل ماہ رمضان کہ عمل بندہ مومن بہ ہفتاد درجہ ثواب زیادہ دارد مضائقہ نیست، ☆ زیرا کہ پیغمبر خدا ﷺ برآن ترغیب صاحب شرع وتعیین وقت نباشد، آں فعل عبث است ومخالفت سنت سید الانام ﷺ، ومخالفت سنت حرام است۔ پس ہرگز روا نہ باشد، واگر دلش خواہد مخفی خیرات کند در ہر روز یکہ باشد تا نمود شود۔'' (فتاویٰ عزیزیہ)

☆☆☆☆☆

☆ شاہ صاحب کا اشارہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی طرف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری روز ایک خطبے میں فرمایا: ''يا أيها الناس قد أظلكم شهر عظيم...... ومن أدى فيه فريضة كان كمن أدى سبعين فريضة فيما سواه......'' اسے امام ابن خزیمہؒ اور امام بیہقیؒ نے روایت کیا اور ابن خزیمہؒ نے ''إن صح الخبر'' کہ کر ضعف کا اشارہ دیا ہے۔ شیخ البانیؒ نے اسے ''منکر'' کہا ہے۔ [سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة ح: ٨٧١ ٢/٢٦٣]

(أبو محمد عبدالوهاب خان)

❁❁❁❁❁❁

باب الفتاویٰ

تصویر کا شرعی حکم

سوال: سادہ ورنگین، ساکن ومتحرک (آڈیو اور ویڈیو)، عکسی وغیر عکسی تصویروں کے متعلق شریعت اسلامیہ کا حکم کیا ہے؟ کیا شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ بنانا بھی حرام ہے؟ تفصیلی جواب درکار ہے۔ (صابر وایوب کورو)

جواب: سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے جہاں انسان کو اچھی سہولتیں فراہم کی ہیں' وہاں نت نئے مسائل بھی کھڑے کیے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم مسئلہ تصویروں کا ہے' جو روز بروز عام اور آسان تر ہوتا جا رہا ہے۔ اور تمام تر فوائد ونقصانات سمیت فروغ پا رہا ہے۔ اکثر احادیث نبویہ میں تصویروں پر لعنت، حرمت اور شدید وعید آئی ہے۔ بعض صورتوں میں اباحت کا مرجوح تأثر بھی پایا جاتا ہے۔

تصویروں کی حرمت:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا: ''**ومن أظلم ممن ذهب يخلق خلقا كخلقي، فليخلقوا ذرة أو ليخلقوا حبة أو ليخلقوا شعيرة**'' [بخاری ح:۵۹۵۳، ۷۵۵۹، مسلم ح:۲۱۱۱ عن أبی هريرة ﷺ] ''اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو میری پیدا کی ہوئی چیز کے ہم شکل بنانے لگا ہے! (اگر قدرت ہے) تو ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو کا دانہ پیدا کرلے۔'' اس حدیث سے ہر چیز کی تصویر کشی حرام محسوس ہوتی ہے، جبکہ بعض احادیث کی رو سے یہ حرمت صرف حیوانات کی جنس تک محدود ہے۔ نباتات، جمادات اور قدرتی مناظر کی تصویریں جائز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''**إن أشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون**'' [بخاری ح: ۵۹۵۰، مسلم ح: ۲۱۰۹ عن ابن مسعود ﷺ] ''بیشک قیامت کے روز تصویریں بنانے والے تمام لوگوں سے سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔''

ارشاد نبوی ہے: ''**إن الذين يصنعون هٰذه الصور يعذّبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم**'' [بخاری ح: ۵۹۵۱، ۵۹۵۷، ۵۹۶۱، ۷۵۵۷، ۷۵۵۸، مسلم ح: ۲۱۰۸ عن ابن عمر ﷺ] ''بیشک جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں' انہیں قیامت کے دن عذاب دیتے ہوئے حکم دیا جائے گا: جسے تم نے بنایا ہے' اس کو زندہ بھی کرو۔''

''**نهى النبي ﷺ عن ثمنِ الدم وثمنِ الكلب وكسبِ البغي ولعنَ آكلَ الربا وموكلَه والواشمةَ والمستوشمةَ وَالْمُصَوِّرَ**'' [بخاری ح: ۲۰۸۶، ۲۲۳۸، ۵۳۴۷، ۵۹۴۵، ۵۹۶۲ عن أبی جحيفة ﷺ] ''نبی ﷺ نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت اور بدکاری کی اجرت سے منع فرمایا اور سود کھانے والے، سود کھلانے والے، گودنے والی، گدوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''**من صور صورةً في الدنيا كلف أن ينفخ فيها الروحَ وليس بنافخ**'' [بخاری ح:

٥٩٦٣، ٢٢٢٥، ٧٠٤٢، مسلم ح: ٢١١٠عن ابن عباس ﷺ] ''جو دنیا میں کوئی تصویر بنائے اسے (قیامت میں) اس میں جان ڈالنے کا حکم ہوگا، اور وہ اس میں جان نہیں ڈال سکے گا۔''

ام المؤمنین عائشہؓ بیان کرتی ہیں: ''**دخل عليّ النبي ﷺ وقد سترت سهوة لي بقرام فيه تماثيل فلما راٰه هتكه وتلوّن وجهه وقال: يا عائشة أشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يضاهئون بخلق الله**'' ''ایک دفعہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے اپنے طاقچے پر باریک کپڑے کا پردہ لٹکا رکھا تھا، جس میں تصویریں تھیں۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا تو اسے پھاڑ دیا اور (غصے سے) آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! قیامت میں وہ لوگ سخت ترین عذاب بھگتیں گے جو اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کی نقل اتارتے ہیں۔'' ام المؤمنینؓ کہتی ہیں: یہ سن کر ہم نے اسے کاٹ دیا اور اس سے ایک یا دو تکیے بنا لیے۔'' [بخاری ح: ٥٩٥٤، مسلم ح: ٢١٠٧عنها]

اس ''تصویر'' کی وضاحت میں ام المؤمنین کا بیان ہے: ''**وقد سترت علىٰ بابي درنوكا فيه الخيل ذوات الأجنحة** ......'' [مسلم] ''میں نے اپنے دروازے پر پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں پروالے گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔''

سید المرسلین ﷺ کا ارشاد ہے: ''**لا تدخل الملائكةُ بيتاً فيه كلبٌ ولا صورةٌ**'' [بخاری، مسلم عن ابن عباس ﷺ] ''(رحمت کے) فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

حضرت علی ﷺ نے اپنے شاگرد ابو الهياج الاسدیؒ سے کہا: ''**ألا أبعثك علىٰ ما بعثني عليه رسول الله ﷺ؟ أن لا تدع صورة إلا طمستها ولا قبرا مشرفا إلا سويته**'' [مسلم] ''کیا میں تجھے ایک ایسی ذمہ داری نہ دوں جو اللہ کے پیغمبر ﷺ نے مجھے سونپ دی تھی؟! یہ کہ جہاں بھی تصویر دیکھے اسے مٹا دے اور جو قبر بھی اونچی دیکھے اسے برابر کر دے۔''

نباتات اور جمادات کی تصویر کشی جائز ہے:

ایک مصور تابعیؒ عبداللہ بن عباس ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''میں تصویر بنانے کا کام کرتا ہوں، آپ مجھے شرعی مسئلہ بیان کیجیے!'' آپ نے قریب بلا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور بتایا: میں تمہیں وہی فرمان سناتا ہوں جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''**كل مصور في النار، يجعل له بكل صورة صوّرها نفساً تعذبُه في جهنم**'' ''ہر ایک مصوّر دوزخ میں جائے گا، اس نے جو بھی تصویر بنائی ہوگی ان تمام کے عوض ایک ایک مخلوق پیدا کی جائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی۔'' یہ سن کر اس پر خوف طاری ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے اپنے پیشے کے جائز استعمال سے آگاہ کیا: ''**إن كنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر وما لا نفس له**'' [صحیح مسلم] ''اگر تجھے یہ پیشہ اختیار کرنے کی مجبوری ہو تو درخت اور غیر جاندار چیزوں کی تصویر بنایا کرو۔''

اس مسئلے پر جبریل علیہ السلام کے واقعے سے بھی روشنی پڑتی ہے، جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

کپڑے پر بنی ہوئی تصویر سے متعلق ایک اور نظریہ:

بسر بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ زید بن خالدؓ نے ابوطلحہ ؓ کے واسطے سے انہیں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث سنائی: ''**إن الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة**'' بسرؒ نے کہا: جب زیدؓ بیمار ہو گئے تو ہم اُس کی بیمار پرسی کے لیے گئے۔ اس کے دروازے پر پردہ لگا ہوا تھا جس میں ایک تصویر بھی تھی۔ تو میں نے عبیداللہ بن عبداللہ الخولانیؒ سے کہا: کیا زیدؓ نے ہمیں اُس دن تصویر کے بارے میں نہیں بتایا تھا؟! عبیداللہؒ نے کہا: **ألم تسمعه حين قال : "إلا رقماً في ثوبٍ ؟!"** [بخاری مسلم] ''کیا تو نے اُس وقت یہ نہیں سنا: ''سوائے کپڑے پر بنے ہوئے نقش کے؟''

اس استثناء کا تعلق ان تصویروں کے گھر میں وجود سے ہے جو رحمت کے فرشتوں کے داخلے میں رکاوٹ بنتی ہیں، استثناء تصویر سازی سے نہیں۔ [الجواب المفید ص:١٤] یعنی روایت میں تصویر والا کپڑا ''رکھنے'' کا ذکر ہے، کپڑوں پر تصویر ''بنانے'' کا جواز نہیں۔ اور موجودگی کا جواز کس صورت میں ہے؟ اس کا جواب حدیث میں آیا ہے۔ پس اس استثنا کو لٹکے ہوئے کپڑے یا در و دیوار پر نقش کردہ تصویر پر محمول کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ حدیث عائشہؓ سے ایسی تصاویر رکھنے کی حرمت واضح ہوتی ہے۔ [الجواب ص:١٥]

ابوطلحہ انصاری ؓ اس لفظ کے مطابق کپڑے وغیرہ پر بنی ہوئی تصویر گھر میں (نمایاں جگہ) رکھنا بھی جائز سمجھتے تھے۔ یعنی ان کے نزدیک حرمت کا حکم مجسموں کے ساتھ مخصوص تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پردے پر بنی ہوئی تصویر کو پھاڑ کر گدّا بنانے کا حکم نہیں سنا تھا۔ لیکن بعد میں حرمت کے عام دلائل کی رو سے وہ خود بھی اس استدلال سے بہت مطمئن نہیں تھے۔

عبیداللہؒ کہتے ہیں کہ (ایک اور موقع پر) ابوطلحہ ؓ کی عیادت کے لیے گئے تو وہاں سہل بن حنیف ؓ بھی تھے۔ ابوطلحہ ؓ نے ایک شخص سے کہا: میرے نیچے سے یہ چادر کھینچ لو۔ سہل ؓ نے کہا: اسے کیوں نکالتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ''**کیونکہ اس میں تصویریں ہیں**۔ جبکہ تصویروں کے بارے میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' اسے آپ بھی جانتے ہیں!'' سہل ؓ نے کہا: کیا اس حدیث میں یہ بھی نہیں ہے: ''**إلا رقماً في ثوب؟**'' ابوطلحہ ؓ بولا: ''**بلىٰ ، ولكنه أطيب لنفسي**'' [ترمذی :حسن صحیح] ''کیوں نہیں، پھر بھی (تصویر والی چادر کا نکال دینا ہی) میرے دل کے لیے زیادہ تسلی بخش ہے۔''

دیکھیے! راوی ؓ خود نیچے بچھی ہوئی چادر کو تصویر کی وجہ سے نکال رہا ہے، کیونکہ اسے کاٹ کر تصویر کا نشان ختم نہیں کیا گیا تھا۔

تصویر والے کپڑوں کا جائز استعمال:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''**أتاني جبريل فقال لي: أتيتك البارحة فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل...... وكان في البيت كلب، فمر برأس التمثال الذي في البيت يقطع فيصير**

كهيئة الشجرة، ومر بالستر فليقطع فليُجعل منه وسادتان منبوذتان توطآن، ومر بالكلب فليُخرج''
[أبوداؤد، الترمذي، النسائي عن أبي هر ﷺ] ''جبریل میرے پاس آئے اور عرض کیا: میں گزشتہ رات آپ کے پاس آیا تھا، لیکن میرے اندر آنے کے لیے رکاوٹ یہ ہوئی کہ دروازے پر تصویر تھی اور گھر میں کتا بھی تھا۔ آپ حکم دیجیے کہ اُس تصویر کے سر کو کاٹ دیا جائے تا کہ وہ درخت جیسا لگے، اور حکم دیجیے کہ اس پردے کو کاٹ کر دو تکیے بنا لیے جائیں جو نیچے پڑے رہیں اور ان کے اوپر بیٹھا جائے۔ اور کتے کو نکال دینے کا حکم دیجیے۔'' راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

معلوم ہوا کہ اگر بے خیالی میں یا مجبوری سے گھر میں کوئی تصویر والا کپڑا لایا گیا ہو تو اس کو ضائع کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ اس تصویر کو مٹا کر یا سر کو کاٹ کر اس کی تصویری حیثیت کو ختم کر دیا جائے۔ پھر اس کو حقارت کے ساتھ استعمال میں لایا جائے تا کہ باقی ماندہ تصویر کی نمائش یا تعظیم کا کوئی شائبہ نہ رہے۔ مثلاً: گدا، بیٹھنے کا تکیہ، جھاڑن یا نیپکن وغیرہ۔ اسے پردہ، رضائی، سرہانہ یا میز پوش وغیرہ کے طور پر استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔ الشیخ ابن بازؒ: سر کے علاوہ تصویر کا کوئی اور حصہ کاٹ دینا کافی نہیں، کیونکہ چہرے میں جو انوکھی صورت اور حسن ہوتی ہے، وہ باقی جسم میں نہیں۔ [الجواب المفيد]

تصویر کی مختلف حیثیتیں اور اقسام:

تصویریں اپنے مقاصد اور اثرات وانجام کے لحاظ سے مختلف اقسام کی ہوتی ہیں:

{1} مذہبی پیشواؤں، علمائے دین اور زہد وتقویٰ سے نسبت رکھنے والوں کی تصویریں ان سے عقیدت ومحبت میں غلو کرنے والوں کے لیے فی الحال نہ سہی، لیکن کسی زمانے میں تقدس کا درجہ پا کر تبرک کی غرض سے آویزاں کرنے، ان کو سامنے رکھ کر عبادت بجالانے، ان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہونے، انہیں حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر پکارنے یا ان کے آگے سجدہ ریز ہو جانے کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ یہ واضح شرک ہے جو کہ اسلامی نظریے کے مطابق سب سے بڑا اور ناقابل معافی گناہ ہے۔

{2} کسی کے ساتھ شرمناک حالت میں لی گئی تصویریں عام طور پر صنف نازک کو بلیک میل کر کے اس کے مستقبل کو تباہ وبرباد کرنے اور اس کے خاندان کو رسوا کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ واقعات اور حقائق بیان کرتے ہیں کہ اِس ترقی یافتہ دور میں بدنیت شخص کسی بھی تصویر سے چہرے کو الگ کر کے کسی دوسری حیا سوز تصویر پر فٹ بھی کرا سکتا ہے۔ الأمان والحفيظ!

{3} خوبصورت وبے پردہ خواتین کی تصویریں اور بدکردار مردوں کی تصویریں عام مردوں اور عورتوں کے لیے بے راہروی اور حرامکاری پر ابھارنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء]

{4} والدین، اساتذہ، دوست احباب، بہن بھائیوں، میاں بیوی اور بیٹے بیٹیوں کی تصویریں جو کسی خاص واقعے کی یادگار کے طور پر بنائی جاتی ہیں، ان میں سے جو اوپر بیان کردہ کسی قباحت کی زد میں آ سکتی ہیں، وہ اسی زمرے میں شمار ہوں گی۔ اور جن تصویروں سے

ایسی کسی قباحت کا اندیشہ نہیں ہوتا، ان کی حرمت عام تصویروں کے تحت آتی ہے اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔

یادگاری تصویروں کا مسئلہ

یادگاری تصویروں کی تاریخ یہ ہے کہ اس روئے زمین پر سب سے بڑا گناہ ''شرک'' یادگاری مجسموں کے ذریعے شروع ہوا ہے۔ اور اُس دور میں یہ مجسمے نصب کرنے والوں کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا کہ کسی دن لوگ انہیں پوجنے بھی لگیں گے۔

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ [نوح:٢٣]

ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''أسماءُ رجالٍ صالحينَ مِن قومِ نوحٍ، فلمّا هلكُوا أوحَى الشيطانُ إلىٰ قومِهم أنِ انصِبُوا إلىٰ مجالسِهم التي كانوا يجلسونَ أنصابًا وسمُّوها بأسمائِهم ففعلوا فلمْ تُعبد، حتىٰ إذا هلكَ أولٰئك و تنسّخَ العِلمُ عُبِدَتْ'' وَدّ، سُواع، یغُوث، یعُوق اور نَسر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے انتہائی نیک لوگوں کا نام ہے۔ جب یہ پرہیز گار لوگ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ ان کے درباروں میں ان کے نام پر مجسمے نصب کردو۔ انہوں نے (یادگار کے طور پر) ایسا ہی کیا، اس وقت ان کی عبادت نہیں کی گئی۔ پھر جب وہ لوگ (مجسمہ بنانے والے اور ان کے ہم عصر) مر گئے اور علم ناپید ہو گیا، (جس سے ان پنجتن کے عقائد اور ان کے مجسموں کا مقصد بھی بھلا دیا گیا) تو ان کی پوجا ہونے لگی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مرور زمانہ کے باوجود ان (قوم نوح علیہ السلام کے پنج تنِ پاک) کی شہرت اتنی بڑھی کہ عرب میں بھی ان کی پوجا ہونے لگی۔ اور ان پانچ بتوں کو مختلف قبائل نے حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر پکارنا شروع کیا۔ چنانچہ ''وَد'' قبیلہ بنی کلب کا، ''سواع'' بنی ھذیل کا، ''یغوث'' بنی مراد کا پھر بنی غطیف کا، ''یعوق'' بنی ھمدان کا اور ''نسر'' بنی حمیر قبیلے کا خاص معبود بن گیا۔ [بخاري تفسير سورة نوح ح: ٤٩٢٠]

ابن حجرؒ: ان پانچ بڑے بتوں کو عرب میں متعارف کرنے کا کام عَمرو بن لُحَیّ نے انجام دیا تھا۔ [فتح الباري ٥٣٦/٨]

{5} طلباء وطالبات یا زیرِ تربیت افراد کو تفصیلی معلومات دینے کے لیے متعلقہ چیز کی تصویر بھی تدریسی معاونت کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ بسا اوقات اس کے ذریعے سبق کے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ پڑھنے والوں کو اس مضمون سے دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔

{6} حکومت اور بڑے اداروں کی مجبوری ہوتی ہے کہ متعلقہ افراد کے شناختی کارڈ یا دفتری کاغذات میں تصویر چسپاں کی جائے، تاکہ بوقت ضرورت ان سے کام لیا جا سکے، ان کے حقوق انہی کو ملیں اور کوئی دھوکہ باز ان کے حقوق غصب نہ کر سکے۔

{7} بعض اوقات مجرم جرم کا ارتکاب کرکے چھپ جاتا ہے، یا جیل سے بھاگتا ہے۔ اگر بروقت اس کی تصویر لی گئی ہو تو اس کی تلاش اور گرفتاری میں کافی سہولت ہو سکتی ہے۔

{8} کسی بڑے اجتماع یا مصروف بازار کی متحرک تصویریں لی جاتی رہیں' تو اس میں تخریب کاری یا دہشت گردی کا خطرہ کم ہوتا ہے کیونکہ کیمرے کی نگاہ میں شر پسند کی تصویر بھی آ سکتی ہے۔ نیز اس انتظام کو دیکھ کر مجمع کو تحفظ کا احساس حاصل ہوتا ہے۔

{9} بچگانہ کھلونے : بچے کھلونوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ گڑیاں اور جانوروں کے مجسمے بھی ان کھلونوں میں شامل ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان سے بچوں کو کھیل کھیل میں کافی تربیت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ خاص کر بچیوں کی تربیت میں اولاد سے شفقت اور ان کی دیکھ بھال کرنے کے شوق اور جذبے کی بڑی اہمیت ہے۔

تصویروں کی ہر قسم کی شرعی حیثیت

مذکورہ بالا نو اقسام میں سے **پہلی قسم** اکبرالکبائر کا ذریعہ بننے کی وجہ سے، **دوسری** اور **تیسری قسم** گناہ کبیرہ کا سبب بننے کی وجہ سے سخت حرام ہے۔ **چوتھی قسم** میں سے جو تصویریں پہلی تین اقسام میں داخل ہو جائیں' ان کا حکم بھی اپنے انجام کے تابع ہوگا۔ اور ان میں کسی بھی مسلمان کے لیے اختلاف کی گنجائش نہیں۔

چوتھی قسم کی تصویروں میں سے ہر قباحت سے مبرا قسم کی تصویر بھی ہاتھ سے کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر بنائی گئی ہو یا مجسمے کی شکل میں ہو تو شرعی دلائل کی رو سے نہ صرف حرام ہے، بلکہ شدید وعید اور لعنت کی وجہ سے **''گناہ کبیرہ''** ہے۔ یہاں تک علمائے اہل سنت میں کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن اس قسم میں سے آڈیو، ویڈیو کیمرے وغیرہ نئی ایجادات کی مدد سے تصویر بنانے کو بعض معاصر علماءؒ نے مباح قرار دیا ہے، کیونکہ اُن کے خیال میں زمانہ نبوت کے بعد کی ایجادات پر ان احادیث کا اطلاق محل نظر ہوگا۔ جبکہ سعودی عرب کے مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز ابن بازؒ کی سربراہی میں قائم کبارِ علماء کی کمیٹی نے بالاتفاق' بغیر کسی فرق کے مذکورہ بالا تمام تصویروں پر حرمت کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ [فتاوی اللجنة :(۲۳۵۸) ۱/۶۶۶،(۳۲۴۷) ۱/۶۶۷ وفتاوی نورٌ علی الدرب]

ترجیح: عمومی شرعی دلائل کی روشنی میں حرمت کا فتویٰ درست ہے۔ جواز کے قائلین کو ان نکات پر غور کرنا چاہیے:

[۱] اس اصولی مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ عام سائنسی ایجادات پر بھی شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں۔ مثلاً قرآن پاک میں حج کے لیے جانے کی سواری بیان کی گئی ہے: ﴿عَلىٰ كُلِّ ضَامِرٍ﴾ [الحج ۲۷] ''ہر چھریرے جانور پر حج کے لیے آئیں گے۔'' لیکن آج چالیس لاکھ حجاج میں سے شاید ہی کوئی چھریرے اونٹ یا گھوڑے پر سوار آتا ہو۔ گاڑیوں اور طیاروں میں آنے کے باوجود ان کا حج درست ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح سفر کے آرامدہ و تیز رفتار وسائل کے باوجود مسافر کے لیے قصر و افطار وغیرہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ عینک، دوربین یا خوردبین کی مدد سے دیکھنے اور مشین کے ذریعے سننے کو بھی شرعاً دیکھنا سننا شمار کیا جاتا ہے۔ لاؤڈ سپیکر کی اذان کو بھی سن کر درود پڑھنا اور نماز کے لیے جانا ضروری ہے۔

جو شخص ان تمام **ایجادات** پر شرعی احکام کا اطلاق کرتا ہے' اسے کیمرے پر رسول اللہ ﷺ کا حکم نافذ کرنے سے **انکار** کیوں ہے؟!!

[۲] سائنسی ایجادات جیسی غیر منصوص چیزوں سے متعلق فتویٰ ایک اجتہادی مسئلہ ہے، اگر اس میں علمائے اسلام کا اتفاق ہو جائے تو ''اجماع'' کہلاتا ہے جو شرعی حجت ہے۔ بصورت دیگر دلائل کی روشنی میں خلوص کے ساتھ ''راجح مسلک'' کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ اگر جواز و حرمت کے دلائل برابر ہوں، تو زیادہ احتیاط کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

اگر مسئلے کی ترجیح میں شوق اور خواہش کا عمل دخل ہو تو یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نہیں، اپنے خواہشاتِ نفسانی کی پیروی ہے۔ ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ﴾ [القصص ۵۰] ''اور اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے جس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی۔'' ﴿ اَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهُ هَوَاهُ﴾ [الفرقان ۴۳] ''دیکھیے ایسے بدبخت کو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا......!''

[۳] کیمرے کی تصویروں کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ تصویر نہیں، صرف عکس ہے۔ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ جو بھی شخص آئینے یا پانی میں اپنا عکس دیکھتا ہے، اسے اپنی شکل صرف اس وقت تک نظر آتی ہے جب تک وہ سامنے ہو۔ جب کسی آلے کے ذریعے اس صورت کو محفوظ کرلیا جائے تو وہی ''تصویر'' کہلاتی ہے۔

[۴] اہم ترین بات یہ ہے کہ فرمان نبوی کے مطابق روزِ قیامت **''ہر مصور''** کو سخت ترین عذاب ہوگا۔ جب رسّام، مصور اور مجسمہ ساز کے ساتھ ''کیمرہ مین'' کو بھی عذاب دیا جائے تو کیا جواز کا فتویٰ دینے والا مفتی، فوٹو گرافر کو بچا سکے گا؟!

پانچویں قسم کی تصویروں کی افادیت معقول ہے۔ لیکن علمائے معاصرینؒ نے لکھا ہے کہ طلباء کو شوق دلانا یا سمجھانے میں سہولت ایسا شرعی عذر نہیں، جس کی بنیاد پر تصویر جیسی حرام چیز کو جائز قرار دیا جاسکے۔ اسلافؒ کے زمانوں میں تصویریں دستیاب نہ ہونے کے باوجود انہیں سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ بلاشبہ اُن میں سے بہت سے لوگ دنیاوی علوم اور تجربات میں بھی اِس دور کے لوگوں سے کہیں آگے تھے۔ [فتاوی اللجنة الدائمة :(۲۶۷۷) ۱/۶۸۴،(۷۴۵۰) ۱/۶۷۷]

عام درسی کتابوں کے حوالے سے یہی فتویٰ درست ہے۔ لیکن شعبہ طب کے اسباق و تجربات میں جہاں لاش تک کی چیر پھاڑ کی جاتی ہے، ممکنہ حد تک تصویروں سے ہی کام لیا جانا چاہیے۔ کیونکہ انسانی لاش بہرحال دفن کا مستحق ہے، اسے تختۂ مشق نہیں بنانا چاہیے۔ لیکن یہ اس شعبے کی مجبوری ہے، تاکہ زندہ انسان تجربات کی بھینٹ چڑھنے سے بچ جائیں۔ واللہ اعلم

چھٹی اور **ساتویں قسم** سے متعلق معاصر علماء کرامؒ نے کہا: اللہ پاک نے مجبوری کی حالت میں خون، مردار اور سؤر وغیرہ کا جواز بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ [الانعام ۱۱۹] ''یقیناً اس نے تمہارے لیے حرام کردہ چیزوں کی وضاحت فرما دی ہے، **سوائے اس کے جس کی تمہیں مجبوری ہو۔**'' یعنی اضطراری حالت میں بعض حرام چیزوں کا شرعی حکم بھی بدل جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری کاغذات کے لیے فوٹو کھینچنا جائز ہے۔ [فتاوی اللجنة]

آٹھویں قسم کے بارے میں کوئی فتویٰ تو نہیں دیکھا۔ لیکن یہ بھی **ساتویں قسم** کے ساتھ شامل ہے اور مختلف

دہشت گردانہ واقعات کے بعد سکیورٹی کی شدید ضرورت نے انتہائی اہم مواقع پر اسے اضطراری حیثیت دی ہے۔لہٰذا اسے بھی حسبِ ضرورت جائز سمجھنا چاہیے۔واللہ اعلم

ضروری تنبیہ: ان تمام جائز اقسام بھی میں یہ تنبیہ مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ انسان کی موت، جلسے کے اختتام یا کسی اورصورت سے ان کی ضرورت وافادیت بالکل ختم ہوجائے تو انہیں تلف کردینا چاہیے۔فوت شدہ شخص کا شناختی کارڈ قانون کے مطابق محکمے کو واپس کرنا چاہیے۔اگر ایسی تصویر جان بوجھ کر رکھی جائے تو **چوتھی قسم** میں شامل ہوکر حرام ہوگا۔ واللہ اعلم

نویں قسم کے گڑیوں کو جائز قرار دینے والے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

”**کنت ألعب بالبنات عند النبی ﷺ وکان لی صواحب یلعبن معی ، فکان رسول اللہ ﷺ إذا دخل یَتَقَمَّعْنَ منہ فیُسَرِّبُھُنّ إلیّ یلعبنَ معی**“ [بخاری ، مسلم] ”میں (شادی کے بعد) سہیلیوں کے ساتھ اپنی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو میری سہیلیاں چھپ جاتیں ،آپ انہیں میرے پاس بھیج کر ساتھ کھیلنے دیتے تھے۔“

” **قدم رسول اللہ ﷺ من غزوۃ ......فکشف ناحیۃ الستر علی بنات لعائشۃ لُعَب فقال ﷺ:ما ھذا یا عائشۃ ؟ قالت:بناتی، ورأی فیھا فرساً مربوطاً لہ جناحان، فقال ﷺ:ماھذا؟ قلت:فرس، قال:فرس لہ جناحان!! قلت:أ لم تسمع أنہ کان لسلیمان خیل لھا أجنحۃ ؟! فضحک** “ [أبوداؤد، النسائی] ”رسول اللہ ﷺ ایک جہاد سے واپس تشریف لائے......حضرت عائشہؓ کے طاقچے کا پردہ سرکایا تو ان کی گڑیاں نظر آئیں۔آپ ﷺ نے پوچھا:عائشہ! یہ کیا ہیں؟عرض کیا:میری بیٹیاں۔اورآپ ﷺ نے ان میں ایک گھوڑا باندھا ہوا دیکھا جس کے دو پر تھے تو فرمایا:یہ کیا ہے؟عرض کیا: گھوڑا۔فرمایا:ایسا گھوڑا جس کے دو پر ہیں؟! عرض کیا:کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پروالے گھوڑے تھے؟! یہ سن کر آپ ﷺ ہنس دیے۔“

بچگانہ گڑیوں کے بارے میں امام نسائیؒ اور ابن حبانؒ نے اس حدیث پر جواز کا باب باندھا ہے،خطابیؒ نے بھی جائز کہا ہے۔قاضی عیاضؒ نے جواز کو جمہور سے منسوب کیا ہے۔

امام بیہقیؒ اور ابن الجوزیؒ نے اسے منسوخ کہا ہے۔امام مالکؒ نے بچے کے لیے گڑیا خریدنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

مفتی اعظم ابن بازؒ:”و مَعَ الاحتمالِ المذکورِ والشکِّ فی حِلِّھا یکون الأحوط ترکھا، وتمرینُ البناتِ بلعبِ غیرِ مصورۃ حَسماً لمادۃ بقاءِ الصور المجسدۃ، وعملاً بقولہ ﷺ:”**دع ما یریبک إلی ما لا یریبک**“ [الدارمی بیوع باب ۲ ۲/ ۳۲۰] وقولہ ﷺ:”......**فمن اتقی الشبھات فقد استبرأ لدینہ وعرضہ**“[متفق علیہ] فالأحوط ترک اتخاذ اللعب المصورۃ لأن فی حِلِّھا شَکًّا.[الجواب المفید فی حکم

التصویر ص:۲۹] ''مذکورہ (نسخ کے) احتمال اور گڑیوں کے جواز میں شک کی بنا پر احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ گڑیوں کا استعمال ترک کیا جائے اور بچیوں کو بے تصویر کھلونوں کے ذریعے تربیت دی جائے۔ تاکہ (گھروں میں) جسم والی تصویر کے باقی رکھنے سے بچا جا سکے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے ان فرامین پر عمل ہوتا ہے: ''جو چیز تجھے تردد میں ڈالے اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جس میں کوئی شک نہ ہو۔'' اور ''...... جس کسی نے شبہ والی چیزوں سے اجتناب کیا، یقیناً اس نے اپنے دین اور عزت دونوں کو محفوظ رکھا۔'' پس احتیاط اسی میں ہے کہ تصویر والے کھلونے بھی استعمال نہ کیے جائیں، کیونکہ ان کے استعمال کا حلال ہونا مشکوک ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کو "**محکم**" قرار دینے کی صورت میں صرف ایسی گڑیاں جائز ہوسکتی ہیں، جن سے اُس دور کے بچے کھیلتے تھے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ نبوت میں گڑیوں کی فیکٹری نہیں تھی۔ بچے لکڑی، کپڑے کی کترن اور دھاگہ جیسی چیزوں سے خود ہی کھلونے بنایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو پوچھنے کی نوبت آئی: "ما هذا ؟"

پس اُن بے ڈھنگی گڑیوں پر قیاس کر کے موجودہ ترقی یافتہ زمانے کی گڑیوں کو جائز کہنا **قیاس مع الفارق** ہے، عام دلائل حرمت سے متصادم ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہے۔ واللہ اعلم

تصویر بنوانے، حکم دینے اور خریدنے والے کا حکم

تصویر بنوانا، اس کا حکم دینا، شوق سے خریدنا اور اہتمام سے سجانا بھی تصویر سازی کی طرح حرام اور گناہ ہے۔ یہ سارے اس گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اللہ پاک کا حکم ہے: ﴿ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ﴾ [المائدۃ: ۲] ''گناہ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔'' فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ﴾ [النساء: ۱۴۰] ''تحقیق اس نے تم پر کتاب (قرآن) میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ جب بھی تم اللہ پاک کی آیات کا انکار کرتے ہوئے یا ان کا مذاق اڑاتے ہوئے سنو، تو اُن لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں۔ ورنہ تم بھی ان کی طرح ہوں گے۔''

﴿ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۞ ...... فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۞ ﴾ [الشمس: ۱۲، ۱۴] ''جب (قوم کا) بد بخت ترین شخص اٹھا...... پس انہوں (قوم ثمود) نے اُسے (حضرت صالح علیہ السلام کو) جھٹلایا، پھر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں (اونٹنی کو قتل کیا)۔ پس ان کے رب نے ان کے گناہ کی وجہ سے ان پر عذاب نازل فرمایا، پس اسے (ہلاک کر کے زمین کے) برابر کردیا۔'' عبدالواحد بن زیدؒ نے جلیل القدر تابعی امام حسن بصریؒ سے پوچھا: بتایئے جو شخص ابوالمہلب کے فتنے میں شریک نہ تھا، لیکن دل سے اس واقعے پر خوشی ہوئی (اس کا انجام کیا ہوگا)؟ حسنؒ نے مذکورہ بالا آیت پڑھ کر فرمایا: میرے بھتیجے!